سلسلہ اشاعت امامیہ مشن۔ لکھنؤ ۳۲۴

حضرت ابن عباس کا یادگار مناظرہ

از

مولانا سید مرتضیٰ حسین صاحب لکھنوی مدظلہ

لاہور

مطبوعہ سرفراز قومی پریس۔ لکھنؤ

قیمت ۶/

تعارف

معارف اسلام۔ لاہور میں محترمی عالیجناب مولانا مرتضیٰ حسین صاحب قبلہ لکھنوی مدظلہ کا ایک مقالہ شایع ہوا تھا جس میں ممدوح نے حضرت ابن عباس کا وہ یادگار خط جو انھوں نے یزید کو اس کے خط کے جواب میں بھیجا تھا مع ترجمہ شایع کیا تھا۔ ہم اس کی اس کی افادیت کے پیش نظر امسال حسینی لٹریچر میں شامل کرکے بصورت رسالہ شایع کر رہے ہیں۔

یقین ہے کہ افراد ملت اس رسالہ کو بھی کثیر سے کثیر تعداد میں خرید فرما کر بروز عاشورہ برادران وطن میں مفت تقسیم فرمائیں گے اور عنداللہ وعندالرسول ماجور ہوں گے۔

خادم ملت

سید ابن حسین نقوی عفی عنہ

آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ

لکھنؤ

محرم الحرام ۱۳۸۵ھ

۷۸۶

حضرت ابن عباس کا یادگار خط

خطوط تاریخ کا ایک بہت بڑا ماخذ ہیں۔ بسا اوقات خط لکھنے والا
غیر ارادی طور پر ایسے جملے لکھ جاتا ہے جو بعد کو تاریخ کی دستاویز اور واقعات
کا سراغ لگانے میں بڑی مدد دیتا ہے۔ قدیم عربوں کے خطوط ہمارے
مروجہ یا ادبی خطوط سے مختلف ہوتے تھے۔ وہ لوگ مختصر نویس اور طلب نگار
تھے۔ غالباً ان کا قلم زیادہ رواں نہ تھا، تکلف و بیان سے ناآشنا تھے
ادبی اسالیب نے نثر پر اثر نہیں ڈالا تھا۔

امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام پہلے عربی مکتوب نگار ہیں
جنھوں نے خط کو رنگ و آہنگ اسلوب و سبک، ادبیت و فنی قابلیت
عطا کی ہے۔ حضرتؑ کے مکاتیب خطب کی طرح بے مثال ہیں۔ حضرتؑ
کے بعد بہت سے لوگوں نے تفصیلی یا قدرے طولانی و ادبی خط لکھنے کی
کوشش کی ہے۔ اس کے باوجود عربی مکاتیب کا پہلا دور امیر المومنینؑ کے
انداز تک نہیں پہنچ سکا دربار شام کے منشی کوشش کرتے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام
کے مکاتیب کا اسی طرح سے جواب دیں مگر تاریخ و ادب کے واقف کار جانتے ہیں
کہ ان کی انفرادی و اجتماعی کوشش رائیگاں گئیں۔

ابن عباس نے جہاں تفسیر و ادب و حدیث میں امیر المومنینؑ سے فائدہ
اٹھایا وہاں حضرتؑ کی مکتوب نگاری کو بھی اپنانے کی کوشش کی اس سلسلے میں

ہم دو خط نقل کرتے ہیں، یہ خط ابن اثیر نے تاریخ کامل جزء رابع کے صفحہ ۵۰ پر لکھے ہیں۔

دونوں خطوں سے پہلے ابن اثیر نے ایک عنوان قائم کیا ہے "ذکر بعض سیرۃ واخبارہ" یزید کی سیرت اور تاریخ کے کچھ حصے — پھر یزید کی بدکاری، شراب نوشی کے ایک ایک واقعہ کو لکھ کر کہا ہے کہ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد عبداللہ بن زبیر نے بغاوت کی اور ابن عباس کو اپنی بیعت کے لئے دعوت دی۔ ابن عباس نے بیعت سے انکار کر دیا۔ یہ خبر یزید کو ملی تو اس نے خط لکھا۔

اما بعد۔ فقد بلغنی ان الملحد بن الزبیر دعاك الی بیعتہ وانك اعتصمت ببیعتنا وفاءً منك فجزاك اللہ من ذی رحم خیر ما یجزی الواصلین لارحامھم الموفین بعھودھم فما انسی من الاشیاء فلست بناس برك وتعجیل صلتك بالذی انت لہ فانظر من طلع علیك من الآفاق وممن سحرھم ابن الزبیر بلسانہ فاعلمھم بحالہ، فانھم منك اسمع الناس ولك اطوع منھم للمحل۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ ... بن زبیر نے تمھیں اپنی بیعت کے لئے بلایا تھا۔ مگر تم نے ہماری بیعت اختیار کی۔ یہ تمھاری ہم سے وفاداری ہے۔ خدا تمھیں وہ جزا دے جو ایک اچھے صلۂ رحم کرنے والے کو عطا فرماتا ہے میں تمھاری اس وفاداری صلۂ رحم اور عزیز نوازی سے نیکی فراموش نہ کروں گا کہ تم نے ان باتوں میں بڑی جلدی کی ہے۔

اب یہ خیال رکھو کہ ابن زبیر نے اپنی تقریروں سے جن لوگوں پر جادو کر رکھا ہے ان کو اصلی حالات سے باخبر کرو۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمھارا اثر ان لوگوں پر بہت ہے۔

عبداللہ بن عباسؓ نے جواب لکھا:۔

اما بعد :- فقد جاءنی کتابك فاما ترکی بیعة ابن الزبیر
فان رجوت بذلك برك ولا حمدك، ولکن الله بالذی اليه
وزعمت انك لست بناس بری فاحبس ایها الانسان برك
فانی حابس عنك بری وسالت ان احب الناس اليك وابغضهم
اليهم لابن الزبیر فلا ولا سرور ولا کرامة کیف؟ وقد قتلت حسینا
بنی عبد المطلب، مصابیح الهدی ونجوم الاعلام غادرتهم خیولك
فی صعید واحد، مرملین بالدماء، مسلوبین بالعراء
من بالظماء، لا مکفنین، ولا مستردین، تسفی علیهم الریاح وینغی
البطاح، حتی اتاح الله بقوم لم یشرکوا فی دمائهم، کفنوهم
وبهم عززت وجلست مجلسك الذی جلست فما انسی
اشیاء فلست بناس اطرادك حسینا من حرم رسول الله صلی
الله علیه وسلم الی حرم الله، وتسییرك الخیول الیه، فما زلت بذلك
شخصة الی العراق. فخرج خائفا یترقب، منزلت به خیلك
عداوة منك الله ولرسوله ولاهل بیته الذین اذهب الله عنهم
الرجس وطهرهم تطهیرا، فطلب الیکما الموادعة وسالکم الرجعة
فاغتنمتم قلة انصاره، واستئصال اهل بیته وتعاونتم علیه
کانکم قتلتم اهل بیت من الترك والکفر
ولا شیء اعجب عندی من طلبتك ودی وقد قتلت والدی
وسیفك یقطر من دمی، وانت احد ثاری، ولا یعجبك ان ظفرت
الیوم فلنظفرن بك یوم ـــ والسلام -

انکار نہیں کیا کہ تمہارے ساتھ کوئی نیکی کرنا تھی یا تم سے سند شکرگذاری لینا تھی
خدا میری نیت سے بخوبی واقف ہے۔

تمہارا خیال ہے کہ تم میری بہی خواہی کو نہ بھولوگے، اے انسان، اپنی بہی
خواہی اور بھلائی اپنے پاس رکھو، میں اپنی بھلائی تمہارے لئے کرنے والا نہیں
نے لکھا ہے کہ میں تمہارے نزدیک محبوب اور ابن زبیر کا سب سے بڑا دشمن ہوں
نہیں اس میں نہ کوئی اعزاز ہے نہ خوشی ہے۔ کیونکہ تم نے امام حسینؑ اور عبدالمطلب
نوجوان، چراغہائے ہدایت، اور ستارہ ہائے راہ کو قتل کیا۔ انھیں ایک ہی
میں تمہاری فوج نے تمہارے حکم سے قتل کیا، وہ خون میں نہائے، پیاس میں گرد
کٹائے، برہنہ جسم بے کفن و دفن پڑے رہے۔ اُن پر خاک کربلا اڑ اڑ کر چادر بنی اور
ان کی خوشبو سے مہکا کیا۔

آخر خدا نے اس قوم کو اُٹھایا جو ان کے خون میں شریک نہ تھے۔ انھوں نے کفن
دیا اور دفن کیا مجھے تو ان کا غم ہے۔ اس کے بعد اگر تم بڑے سے بڑا اعزاز حاصل
کرلو، جہاں بیٹھے ہو وہ گدی اپنالو تب بھی میں ان باتوں کو نہیں بھول سکتا۔ میں
نہیں بھولوں گا کہ تم نے امام حسینؑ کو حرم رسولؐ سے نکالا، پھر حرم خدا میں پیچھا کیا
آخر عراق کے سفر پر مجبور کیا۔ وہ اُمید و بیم کے عالم میں نکلے مگر تمہاری فوج نے خدا
و رسولؐ کی دشمنی کے سبب اپنی فوج مقابلے پر کھڑی کردی یعنی اہل بیت نبوی سے
دشمنی تھی۔ حالانکہ خدا نے ان سے ہر عیب کو دور رکھا۔ انھیں معیاری طہارت
و عصمت عطا فرمائی۔

امام حسینؑ نے اس کے بعد تم سے کہا کہ جنگ کو امن سے بدل دو مجھے لڑنے کا
شوق نہیں۔ واپس جانے دو۔ مگر تم نے ان کے ساتھیوں کی کمی کو دیکھکر خاندان کو
نیست و نابود کرنا چاہا۔ اور اس طرح لڑے جیسے ترک و کافر ہوں۔

سے چور کر ڈالا۔ ان کے قتل میں تھوڑی دیر باقی تھی کہ ان کے قبیلہ نے ابن زیاد کے قصر کو گھیر لیا۔ اگر ابن زیاد اس وقت اسی قبیلہ کی مذہبی شخصیت قاضی شریح کے پرفریب اعتبار سے کام نہ لیتا تو اس کی جان نہ بچتی۔ شریح ابن زیاد کے دست راست تھے حکومت کے ایجنٹ کا کام کرتے تھے اس موقع پر ان کا مذہبی وقار ابن زیاد کی سپر بن گیا۔ ان کے نمائشی تدین سے ابن زیاد ایک مسلح فوج کا کام لے رہا تھا ہانی کی جان شریح کی حق پوشی سے گئی۔ اگر شریح حقیقت پر پردہ نہ ڈالتے تو ضرور ہانی کی جان بچ جاتی لیکن شریح نے اس وقت ضمیر کی آواز کو ٹھکرا دیا۔
ان کی تعریف کی جاتی ہے کہ وہ گواہی میں سچائی کا بڑا اہتمام کرتے۔ انکشاف حق کے لئے مقدمات میں خفیہ تحقیقات کرتے۔ ان لفظوں کی کیا قیمت ہے جبکہ آج وہ قاضی پرفریب گواہی میں اپنے جوہر دکھا رہا ہے اور اس کا اعتبار ایسے ملعون موقع پر کام کر رہا ہے جس کا مقصد حق پوشی اور باطل کی تائید اور ایک صحابی ایک نفس محترم کی جان کو تلف کرتا ہے۔ قبیلہ کندہ کا مذحجی دل ہانی کو بچانے کے لئے قصر کو گھیرے ہوئے ہے ابن زیاد نے شریح سے کہا جاؤ ہانی کو دیکھو اور مجمع کو ہانی کی سلامتی کی خبر دیدو۔ ابن زیاد نے شریح کے ساتھ ایک جاسوس بھی لگا دیا۔ شریح نے ہانی کو قید خانہ میں دیکھا اور عمرو بن حجاج کو جو ہانی کا داماد تھا اور قبیلہ مذحج کو جو ان کو بچانے کے لئے آیا تھا ہانی کی سلامتی کی خبر دی اور ہجوم کو منتشر کر دیا (۱۲)۔
قاضی شریح خود اس واقعہ کو بیان کرتے ہیں:-
"میں ہانی کے پاس آیا۔ مجھے دیکھ کر ہانی نے کہا مسلمان کیا ہوئے

(۱۲) طبری ج ۶ ص ۲۰۷ ابن اثیر ج ۴ ص ۱۰ مجمع الامثال میدانی جلد ۱ ص ۱۴۸ اصابہ ابن حجر ج ۳ ص ۲۷۴ اغانی ج ۱۴ ص ۶۷

کیا میرے خاندان والے نہیں رہے۔ دیندار کہاں گئے؟ اہل شہر کہاں ہیں
مجھے اپنے دشمن اور اپنے دشمن کے بیٹے کے درمیان چھوڑ گئے (اس وقت
ہانی کے چہرہ سے خون بہہ رہا تھا) قصر کے دروازے پر غل ہوا۔ وہ بھی میرے
پیچھے آئے اور کہا اے شریح یہ قبیلہ مذحج اور میرے مسلمان دوستوں کا
شور معلوم ہوتا ہے۔ اگر دس آدمی میرے پاس آجائیں تو مجھے بچا سکتے ہیں۔
شریح کہتے ہیں۔ میں قبیلہ مذحج کے پاس گیا۔ میرے ساتھ ابن زیاد کا جاسوس
"حمید بن بکر" تھا۔ بخدا اگر وہ نہ ہوتا تو میں ہانی کے دوستوں کو ان کا پیام پہنچا دیتا
جب میں مذحج سے ملا تو کہا کہ میں نے ہانی سے ملاقات کی ہے۔ وہ زندہ ہیں
تمہیں ان کے قتل کی جو اطلاع ملی ہے وہ غلط ہے۔ عمرو بن حجاج وغیرہ
یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے کہ اگر وہ قتل نہیں ہوئے تو خدا کا شکر ہے (۱۳)
شریح کا یہ بیان واقعہ شہادت امام حسینؑ کے بعد کا معلوم ہوتا ہے
جب ہر طرف سے یزید کے خلاف چرچے ہو رہے تھے اور جب خود شریح سے
ان کی ضمیر فروش گواہی کے متعلق سوالات کئے جاتے ہوں گے اور وہ اسی
عذر میں پناہ لیتے ہوں گے حقیقت سے قبیلہ مذحج کو ضرور مطلع کر دیتا اگر
ابن زیاد کا جاسوس میرے ساتھ نہ ہوتا۔ شریح نے جب حضرت ہانی کو دیکھا
تھا اس وقت ابن زیاد کی ضربوں سے ان کی ناک ٹوٹ چکی تھی۔ ان کے
کپڑے خون میں لت پت تھے۔ ان کے رخسار اور پیشانی کے گوشت کے ٹکڑے
ڈاڑھی پر گر چکے تھے۔ ابن زیاد نے صاف کہہ دیا تھا تمہارا خون مجھ پر حلال
ہے۔ قتل ہی کے لئے ان کو کوٹھری میں ڈال کر دروازہ بند کر دیا تھا۔ (۱۴)
گر سرکاری قاضی یہ بیان دیتا ہے کہ وہ زندہ ہیں۔ ان کے قتل کے متعلق

(۱۳) ہجری واقعات ص ۱۶۱ ج (۱۴) کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۱۰

تھیں جو خبر پہونچی ہے وہ غلط ہے اس اعتبار پر کہ وہ زندہ و محفوظ ہیں اور
حکومت ان کے قتل کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ مذحج کے شہسوار واپس چلے
گئے۔ اگر یہ پر فریب گواہی حقیقت کا رُخ نہ بدلواتی اور ہانی کی قوم کو غلط فہمی
کا شکار نہ بناتی تو تاریخ دوسری طرح لکھی جاتی۔ حق کی فتح ہوتی۔ ابن زیاد
قتل ہو جاتا اور کوفہ پر حق و صداقت کا جھنڈا لہراتا ہوتا۔ ہانی اور مسلم کے
ہاتھ میں کوفہ کا نظارہ ہوتا۔ جابر و ظالم حکومت تک رسائی کے لئے ضمیر کشی کی
پیشکش پہلا قدم ہے۔ جب کوئی مذہبی شخصیت سیاست کا آلہ بن جاتی ہے تو
وہ بیحد مہلک ہتھیار بن جاتی ہے جفا پیشہ و ستم شعار و بے دین و خود غرض
حکومت سے حصول تقرب کے لئے پہلی اور آخری شرط دین و ایمان اور
امانت داری سے دستبرداری ہوتی ہے۔ عوام کی نگاہیں مذہبی لباس،
مذہبی منصب یا مذہبی شہرت سے دھوکا کھا جاتی ہیں حالانکہ وہ شیطان
بصورت انسان ہوتا ہے۔ اس کا دل و دماغ۔ اس کا ما فی الضمیر اس
کی روح حکومت کی غلام ہوتی ہے۔ جو حکومتیں عوام کی مرضی کے خلاف
کام کرتی ہیں قاضی شریح کے ایسے انسانوں کی سرپرستی کر کے ان سے قوم کو بےجان
بنانے اور ضرورت کے وقت دھوکا دینے کا کام لیتی ہیں۔

صرف اتنا ہی نہیں کہ شریح نے اصلیت کو چھپا کر ہانی کی موت کو یقینی
بنا دیا بلکہ واقعہ کربلا کے متعلق بھی امام کی تائید میں ان کی کوئی آواز نہیں سننے
میں آتی۔ اس واقعے کے لئے ان کی آنکھوں میں آنسو کا کوئی قطرہ نہ تھا اور نہ
کوئی گرم آہ تھی جس سے معلوم ہوتا کہ ان کے دل نے بھی کوئی سوزش محسوس
کی۔ جب مختار بن ابی عبیدہ ثقفی رحمۃ اللہ علیہ کی حکومت ہوئی تو انہوں نے
ان کو ضمیر فروشی کی سزا دی۔ انہیں معزول کر کے کوفہ سے جلاوطن کر کے

ایک قریہ میں بھیجدیا جہاں صرف یہودیوں کی آبادی تھی۔ غالباً ۸۰ھ میں ۱۲۰ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ (۱۵)

افسوس ہے کہ دنیا پرستی اس شخص پر اتنی غالب تھی کہ اس کا ضمیر کبھی بیدار نہ ہوا۔ محمد مصطفےٰ کا دین برباد ہو رہا تھا اور ان کی آل پاک کو تباہ کیا جا رہا تھا اور یہ اپنے مصنوعی تقدس سے اسلام، رسولؐ اور آل رسولؐ کے دشمنوں کا مددگار بنا ہوا تھا۔ حجر بن عدی اور ہانی ایسے رسولؐ کے مخلص اصحاب کے قتل میں شریح کے اثر سے بھی کام لیا گیا۔ اسلام کی تباہی اور آل محمدؐ کی بربادی میں بقدر حیثیت شریح کا بھی حصہ ہے ۔

مصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبیت ،

پبلشر

مرزا حیدر حسین اسسٹنٹ سکریٹری

امامیہ مشن۔ لکھنؤ

انڈیا

(۱۵) تنقیح المقال علامہ مامقانی ج ۲ ص۸۳